فحاشی کا سیلاب — ایک لمحہ فکریہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اسلام کی بنیاد جن اعمال وافکار پر ہے ان میں سے ایک اہم ترین اساس عفت وعصمت ہے اور اسلام کی بے شمار تعلیمات اسی محور کے گرد گھومتی ہیں، اسلام اپنے پیروؤں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم، جس معاشرے کی تعمیر کرنا چاہتا ہے وہ ایک ایسا پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ ہے جس کے سر پر عفت وعصمت کا تاج ہو اور جس کے اعمال وافکار کے کسی گوشے میں بداخلاقی اور بے حیائی کی گنجائش نہ ہو چنانچہ اس مقصد کے لیے اسلام نے اپنی قانونی اور اخلاقی تعلیمات میں انتہائی جزرسی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان تمام چور دروازوں پر پہرے بٹھائے ہیں جہاں سے معاشرے میں بے حیائی کے گھس آنے کا احتمال ہو۔

سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: من یضمن لی مابین لحییه وما بین رجلیه اضمن له الجنة (صحیح بخاری) ''جو شخص مجھے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور اپنی ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی ضمانت دے دے (کہ اسے اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہیں کرے گا) میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ اس حکیمانہ ارشاد نے انسانی معاشرے کی دکھتی ہوئی رگوں پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جتنے گناہ اور جتنے جرائم سرزد ہوتے ہیں، ان کے دو ہی سبب ہوتے ہیں...... یا زبان کی بے اعتدالی، جس میں بدزبانی بھی داخل ہے اور پیٹ کی خواہش پوری کرنے کے لیے کیے جانے والے تمام جرائم بھی، یا پھر جنسی خواہشات کی بے اعتدالی پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہے اور بالآخر اسے تباہ وبرباد کر کے چھوڑتی ہے، چنانچہ اسلام ان دونوں معاملات میں انتہائی حساس دین ہے اور اس میں ان دونوں بے اعتدالیوں کی روک تھام کے لیے بڑے وسیع دوررس اور ہمہ گیر احکام دیئے گئے ہیں۔

جنسی جذبہ انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جو اعتدال میں رہے اور پاکیزگی کے ساتھ استعمال ہو تو زندگی میں لطف و سرور پیدا کرتا ہے۔ بقائے نوع انسانی کا ذریعہ بنتا ہے اور اس سے الفت ومحبت کے مقدس رشتے استوار ہوتے ہیں لیکن اگر یہی جذبہ حد سے بڑھ جائے اور بہیمیت کا رخ اختیار کر لے تو پورے نظام زندگی کو تہہ وبالا کر ڈالتا ہے، اس سے معاشرہ انارکی، کا شکار ہو جاتا ہے، باہمی تعلقات وروابط کا سارا نظام مصنوعی ہو کر رہ جاتا ہے، اختلاط انساب کے فتنے پیدا ہوتے ہیں، اخلاقی اور جسمانی بیماریوں کی وبائیں پھوٹتی ہیں۔ باہمی نفرت وعداوت کے شعلے بھڑکتے ہیں، اجتماعی قوت عمل سرد پڑ جاتی ہے اور انسان اشرف المخلوقات کے منصب سے پھسل کر کتے بلیوں کی صف میں آ گرتا ہے۔

چنانچہ اسلام نے رہبانیت کی طرح جنسی جذبے کو بالکلیہ رد نہیں کیا بلکہ ایک طرف انسان کے اس فطری جذبے کو پوری طرح تسلیم کیا ہے اس کے صحیح استعمال کی خاطر نکاح کا پاکیزہ طریقہ تجویز فرمایا ہے، اس کے لیے بے شمار آسانیاں فراہم کی ہیں اور نکاح کے احکام وضوابط میں اس بات کی پوری رعایت رکھی ہے کہ یہ پاک باز رشتہ انسان کے فطری جذبات کی تسکین کے لیے پوری طرح کافی ہوجائے اور دوسری طرف ان تمام بے اعتدالیوں پر کڑی بندشیں عائد کی ہیں جن سے انسان کے خیالات بھٹکتے ہیں جن سے اس کی خواہشات بے قابو ہوتی ہیں، جن سے لذت پرستی کی جوع البقر پیدا ہوتی ہے اور جو معاشرے میں کسی بھی حیثیت سے عریانی وفحاشی اور بے حیائی پھیلانے کی ذمہ دار ہوسکتی ہیں۔

اس مقصد کے لیے قرآن وسنت میں اخلاقی وقانونی ہدایات کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا آغاز اس ہدایت سے ہوتا ہے کہ:قل للمؤمنيين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك أزكى لهم إن الله خبير بما يصنعون ۔(نور:۳۰) آپ مسلمانوں سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے خوب پاکیزگی کا باعث ہے۔ بے شک اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔اور دوسری طرف خواتین کو ارشاد ہے: وقرن في بيوتكن ولاتبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ ۔اور تم اپنے گھروں میں رہو، اور پچھلی جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کی نمائش کرتی نہ پھرو۔ بلکہ اس سے پہلے ان کو یہاں تک ہدایت دی گئی کہ: فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض وقلن قولاً معروفاً (احزاب:۳۲) پس تم (نامحرم مردوں سے) نزاکت کے ساتھ بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں روگ ہو وہ لالچ کرنے لگے اور قاعدے کی بات کرو۔

اور پورے معاشرے کے خیالات وجذبات کو پاکیزہ رکھنے کے لیے نشر واشاعت کے ذرائع کو تنبیہ کی گئی کہ: إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والاخرة والله يعلم وانتم لاتعلمون (نور:۱۹) بلاشبہ جو لوگ مسلمانوں میں فحاشی کا چرچا چاہتے ہیں ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس قسم کی بے شمار ہدایات کے ذریعہ انسان کے کان، آنکھ، دل اور اس کے تمام خیالات وجذبات پر خوف خدا اور فکر آخرت کے پہرے بٹھائے گئے ہیں اور پھر ان ہدایات کی انتہا سو کوڑوں اور سنگساری کی اس لرزہ خیز اور عبرت ناک سزا پر ہوتی ہے جو اسلام نے بدکاروں کے لیے مقرر فرمائی ہے۔قرآن وسنت کے ان ارشادات اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا اثر تھا کہ اسلامی معاشرہ عفت وعصمت اور جنسی جذبات کے اعتدال میں دنیا کا مثالی معاشرہ تھا۔اب سے کچھ عرصے پہلے تک دین سے ہزار دوری اور اخلاق کے ہزار انحطاط کے باوجود مسلمان اس لحاظ سے بڑی حد تک ممتاز تھے کہ عفت وعصمت اور شرم وحیا کی قدریں ان کی رگ وپے میں سمائی ہوئی تھیں اور دینی پابندیوں کے علاوہ اس معاملہ میں خاندانی روایات کی بڑی حد تک پاس داری کی جاتی تھی۔ چنانچہ مغربی ممالک میں آبرو باختگی اور اخلاقی دیوالیہ پن کے جو واقعات سننے میں آتے تھے انھیں یہاں نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

لیکن یہ حقیقت انتہائی کرب انگیز اور تشویش ناک ہے کہ اب دوسری سینکڑوں بدعنوانیوں کے ساتھ اس معاملہ میں بھی ہمارے معاشرے کا مزاج نہایت تیز رفتاری سے بدل رہا ہے اور مغربی معاشرے کی وہ تمام لعنتیں جنھوں نے مغرب کو اخلاقی تباہی کے آخری سرے پر پہنچا دیا ہے، رفتہ رفتہ ہمارے درمیان بھی تباہ کن رفتار سے سرایت کر رہی ہیں یہاں تک کہ وہ خاندان جو عفت وعصمت، شرافت ومتانت اور شرم وحیا کے اعتبار سے مثالی سمجھے جاتے تھے اب ان میں بھی بے پردگی، آوارگی، بے حیائی اور جنس پرستی کا عفریت اپنی پوری فتنہ سامانیوں اور تباہ کاریوں کے ساتھ گھس آیا ہے۔ اس تشویش ناک بے راہ روی کے اسباب اتنے متنوع اور مختلف ہیں کہ محض کوئی ایک اقدام اس کے انسداد کے لیے کافی نہیں ہوگا، خاص طور پر مندرجہ ذیل چیزیں فحاشی کے فتنے کو روز بروز ہوا دے رہی ہیں۔

❶ ملک کے تمام شہروں میں سینما ہاؤس قائم ہیں جہاں دن رات حیا سوز فلمیں دکھا کر شرافت ومتانت کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اُن فلموں میں عریانیت، فحاشی اور جنس پرستی کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ خاص طور پر سے غیر ملکی فلموں میں جو ہیجان انگیزی اور ہوس پرستی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں وہ نوجوان نسل کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب سینکڑوں افراد ان شرمناک مناظر کو ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں تو ان کی قباحت وشناعت کا تصور لحہ بہ لحہ ختم ہو جاتا ہے، نگاہیں اس انسانیت کش برائی کی عادی ہوتی چلی جاتی ہیں اور جنس پرستی کی یہ بیماری ایک متعدی جذام کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

❷ ٹیلی ویژن نے یہ قیامت ڈھائی ہے کہ بے حیائی کے جو کام سینما ہالوں، نائٹ کلبوں اور رقص گاہوں تک محدود تھے، اب اس کے ذریعہ ایک ایک گھر کے ڈرائنگ روم میں گھس آئے ہیں اور جو لوگ سینما ہالوں تک پہنچنے سے کتراتے تھے اب وہ گھر بیٹھے اس ''دولت'' سے سرفراز ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ بڑے چھوٹے اور اپنے پرائے کی تمیز اس حد تک مٹ گئی ہے کہ باپ بیٹیاں اور بہن بھائی، رقص وسرود اور فلموں کے خالص جنسی مناظر نہ صرف ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں بلکہ ان پر تبصرے کرتے ہیں اور بعض گھرانوں میں یہ صورت بھی عام ہوگئی ہے کہ آس پاس کے پڑوسی اور محلے کے دوست احباب خاص خاص پروگرام دیکھنے کے لیے جمع ہو جاتے ہیں اور اجنبی لڑکے لڑکیاں بھی یکجا ہو کر ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

❸ اخبارات نے عریانی وفحاشی کی نشر واشاعت پر کمر باندھ لی ہے، فلمی اشتہارات کے حصے میں جو بسا اوقات کئی صفحات پر چھایا ہوا ہوتا ہے روزانہ بہیمیت اور درندگی کا جہنم دھکا ہوا ہوتا ہے اور اس میں ایسی ایسی تصاویر اور ایسی ایسی عبارتیں چھپتی ہیں جن سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہو، اخبارات آج کل ہر غریب سے غریب انسان کی ضروریات زندگی میں شامل ہو چکے ہیں اس لیے فحاشی وعریانی کا یہ سڑا ہوا ملغوبہ ان گھرانوں میں بھی پہنچتا ہے جہاں ٹی وی تک کا گزر نہیں، ظاہر ہے کہ گھر کے لڑکے لڑکیوں سے ان اخبارات کی حفاظت کون کر سکتا ہے؟ چنانچہ پاکیزہ سے پاکیزہ گھرانوں میں بھی عریانی وفحاشی کے یہ پلندے بڑے بوڑھوں سے لے کر بچوں عورتوں تک، سب کی نگاہوں سے گزرتے ہیں۔

④ رسائل و جرائد نے عریانیت کو ایک مستقل ذریعہ تجارت بنا رکھا ہے، نہ جانے کتنے رسالے ہیں جو صرف عریاں تصویروں اور فحش افسانوں اور بے حیائی کے مضامین کے ذریعہ چل رہے ہیں اور ان سے جنس پرستی کا رجحان روز بروز قوت اختیار کر رہا ہے۔

⑤ اشتہار بازوں نے عورت کو پیسے کمانے کا ایک حربہ سمجھ لیا ہے، چنانچہ دنیا کی کسی چیز کا اشتہار عورت کی تصویر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ قدرت کی اس مقدس تخلیق کو ایک کھلونا بنا کر استعمال کیا جا رہا ہے اور اس کے ایک ایک عضو کی عریاں نمائش کر کے گاہکوں کو مال خریدنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ چنانچہ سڑکوں پر چلتے ہوئے ایک شریف انسان کے لیے نگاہوں کو بچانا مشکل ہے، خاص طور سے فلموں کے اشتہار کے لیے قدم قدم پر جو سائن بورڈ آویزاں ہیں وہ ہر آن فحاشی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

⑥ نیم عریاں نہیں، بالکل عریاں تصویروں کی خرید و فروخت عام ہو چکی ہے اور نئی نسل کے لڑکے ولڑکیاں ایسی ایسی تصویروں کے پورے البم کھلم کھلا خرید رہے ہیں جن میں انسانوں کو گدھوں اور کتوں کی طرح جنسی اختلاط کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

⑦ خاص خاص مقامات پر ایسی بلو فلمیں بڑی بڑی قیمتیں وصول کر کے دکھائی جاتی ہیں جن میں انسانوں کے جسم پر کپڑے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور جنھیں دیکھ کر درندے بھی شرما جائیں۔ اگرچہ اس قسم کی تصاویر قانوناً ممنوع ہیں اور کئی مرتبہ اس قسم کے اڈوں پر پولیس کے چھاپے بھی پڑتے رہتے ہیں، لیکن اس قسم کے ہنگامی یا مصنوعی اقدامات سے اس انسانیت سوز بدکاری کے رواج میں کوئی کمی نہیں آ رہی۔ بلکہ یہ اڑتی ہوئی خبریں شائع ہوئی تھیں کہ اس قسم کی فلمیں اب پاکستان میں بھی بننے لگی ہیں اور فلم اور ٹی وی کا کچھ عملہ اس میں ملوث ہے۔ اگرچہ بعد میں اس کی تردید بھی شائع ہوگئی لیکن اگر اس میدان میں ترقی کی رفتار یہی رہی تو کسی دن اس خبر کی تصدیق بھی ہو جائے تو بعید نہیں اور ان خبروں کا نقد فائدہ تو شام کے اخبارات نے حاصل کر ہی لیا کہ بلو فلموں کے تعارف اور ان کی تاریخ پر مضامین اور نمونے کے طور پر اس کی کچھ تصویریں شائع کر کے چند روز کے لیے زیادہ آمدنی کا سامان پیدا کر لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر یہ ساری رام کہانی تو صرف ان فحاشیوں کی ہے جو متوسط اور کم آمدنی والے حلقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان سے آگے بڑھ کر دولت مند طبقوں اور نام نہاد ''اونچی سوسائٹیوں'' میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تصور بھی لرزہ خیز ہے۔ ''ماڈل گرلز'' اور ''سنگر گرلز'' کے ذریعہ عصمت فروشی تہذیب کا جزو بن گئی ہے، پستی و ذلت اور کمینگی کی انتہا ہے کہ ان ''اونچے حلقوں'' میں ''تبادلہ ازواج'' کے باقاعدہ کلب قائم ہیں۔ جن میں دیوثی کو ایک فن بنا لیا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر حیرت ناک اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ شرافت و انسانیت کی یہ قتل گاہیں اس ملک اور اس معاشرے میں سرگرم ہیں جہاں صرف بد اخلاق، آبرو باختہ اور بے حیا افراد نہیں بستے، بلکہ ان فحاشیوں کو سچے دل سے پسند کرنے والے بہت کم ہیں اور ایک بھاری تعداد ان مسلمانوں کی ہے جو ان تمام بے راہیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن شرفاء کے اس انبوہ میں کوئی خدا کا بندہ ایسا نہیں جو فحاشی کے ان دلالوں سے یہ پوچھ سکے کہ تم اس ستم رسیدہ قوم اور مصیبت زدہ

ملت کو تباہی کے کس غار کی طرف لے جا رہے ہو؟ ہماری بے حسی کا عالم یہ ہے کہ ہم صبح و شام اپنی آنکھوں سے اپنے بچ
اور نو جوانوں کو فحاشی کی بھینٹ چڑھتا دیکھتے ہیں، لیکن ان کو اس مصیبت سے بچانے کا کوئی جذبہ ہمارے دل میں
نہیں ہوتا۔ نہ ہمیں اس نوخیز نسل پر کوئی رحم آتا ہے، نہ ان کے مستقبل کی کوئی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ نہ تباہی کے ا
سیلاب کو روکنے کے لیے سینوں میں عزم و عمل کی کوئی لہر اٹھتی ہے کوئی بہت زیادہ حساس انسان ہے تو وہ اس صورت حا
پر ایک ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش ہو جاتا ہے زیادہ سے زیادہ کسی محفل میں اس کی برائیوں پر تبصرہ کر لیتا ہے لیکن یہ سب
کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟...... اس سیلاب کو روکنے کی عملی صورت کیا ہے؟ ان تمام سوالات
آگے ہماری عقل و فکر، فہم و فراست، قوت عمل اور نیکی و تقویٰ کے تمام جذبات نے سپر ڈال رکھی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے صرف سینما، ٹی وی، ریڈیو، نشر و اشاعت کے ذرائع اور حکوم
کی بے حسی کا شکوہ کرنے سے بات نہیں بنتی۔ یہ سب چیزیں بلاشبہ اس تباہی کی ذمہ دار ہیں لیکن ہمیں یہ بات کبھی فرامو
نہیں کرنی چاہیے کہ اس کی بہت بڑی ذمہ داری خود ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم خود اپنے جہد و عمل سے اس فحاشی و عر
کے خلاف ایک عام مدافعانہ شعور پیدا کر سکتے تو ممکن نہیں تھا کہ مذکور بالا ادارے جسارت اور ڈھٹائی کی اس حد
اتر آئیں۔ جو لوگ ہمارے معاشرے میں بے حیائی کی یہ لعنت پروان چڑھا رہے ہیں انھیں معلوم ہو جاتا کہ ان کا یہ عم
صرف آخرت کے وبال ہی کو نہیں بلکہ دنیا میں عوامی غیظ و غضب کو بھی دعوت دے گا۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ اگر بس
کے کرائے میں چند پیسوں کا اضافہ ہو جائے تو ہم ہاتھوں میں اینٹ پتھر لے کر سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ ہماری تنخواہ
میں معمولی کمی رہ جائے تو ہم فریاد و احتجاج کے نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ اشیائے خوردنی کے دام چڑھ جا
تو ہماری چیخ پکار سات سمندر پار تک پہنچتی ہے اور ملک کا کوئی گوشہ ہمارے غم و غصہ کی یلغار سے سالم نہیں رہتا۔ لیکن ج
نشر و اشاعت کے یہ ادارے ہمارے نو جوانوں میں جنس پرستی کا کوڑھ پھیلاتے ہیں تو ہمارے کانوں پر جوں نہیں رینگ
جب کوئی مال و زر کا پجاری نو جوانوں کو لوٹنے کے لیے کھلے چوراہوں پر عریاں تصویریں نصب کرتا ہے تو کوئی ہاتھ ا
روکنے کے لیے نہیں اٹھتا جب کوئی جنسی مریض ٹی وی کے عریاں پروگراموں کے ذریعہ ہمارے ایمان و اخلاق پر ڈا
ڈالتا ہے تو کوئی زبان اس پر احتجاج کے لیے نہیں کھلتی اور جب اخبارات کے فلمی اشتہار ہمارے بچوں کو ڈھور ڈنگر
سبق دیتے ہیں تو ہمارے سینوں میں اشتعال کی کوئی لہر بیدار نہیں ہوتی۔

آج تو ایسے لوگ موجود ہیں جو کم از کم دل ہی دل میں اس صورت حال سے نفرت کرتے ہیں لیکن اگر ہماری
حسی کا یہی عالم رہا تو ڈریے اس دن سے جب کوئی بھلا مانس ان بدعنوانیوں کو چیخ چیخ کر بھی برا کہے گا تو غلاظتوں
ڈھیر میں پروان چڑھی ہوئی قوم اسے دیوانہ قرار دے گی۔ مغرب کے ''ترقی یافتہ'' ممالک ایک پیکر عبرت بن کر ہما
سامنے ہیں جنھوں نے فحاشی کے عفریت کو کھلی چھوٹ دے کر اپنے آپ کو اس مقام پر پہنچا لیا ہے جہاں سے واپسی
نہیں۔ آج ان کے مفکرین گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے بھی ہیں تو ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔ وجہ یہ ہے کہ جنسی جذبہ

اعتدال سے بڑھتا ہے تو اسے کسی حد پر روکنا ممکن نہیں رہتا، موجودہ حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ جنسی لذت کا شوق فطرت سلیمہ کی سرحد پار کرنے کے بعد ایک نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس میں تبدیل ہوجاتا ہے انسان کو اس بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد لطف ولذت کے کسی درجے پر صبر نہیں آتا، وہ انسانیت وشرافت کی ایک ایک قدر کو بھنبھوڑ ڈالتا ہے، پھر بھی اسے قناعت نصیب نہیں ہوتی اور اس کی مثال صرف استسقا کے اس ٹپکائے ہوئے مریض کی سی ہوتی ہے جو آس پاس کے سارے گھڑے خالی کرنے کے بعد بھی پیاسا کا پیاسا دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ابھی وقت ہے کہ ہم بے راہ روی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کریں۔ جب پانی سر سے اونچا ہوچکے گا تو قانون اوراخلاقیات کی ساری مشینریاں اس طوفان کو روکنے میں ناکام ہوجائیں گی۔

ہماری نظر میں فوری ضرورت اس بات کی ہے کہ کچھ ملت کا درد رکھنے والے اصحاب صرف اس ایک انسداد فواحش کے مقصد لے کر کھڑے ہوں اور اسی کو اپنی سوچ بچار اور جدوجہد کا موضوع بنائیں۔ دنیا کے چھوٹے چھوٹے مقاصد کے لیے بڑی بڑی انجمنیں اور جماعتیں قائم ہیں۔ لیکن کوئی ایسی انجمن نظر نہیں آتی جو خالص انسداد فحاشی کے لیے کام کر رہی ہو۔ اگر کوئی ایسی انجمن قائم ہوجائے اور اس کے اصحاب روزانہ کچھ وقت فارغ کرکے اس مقصد میں صرف کریں تو ابھی صلاح کی کافی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس انجمن کا طریق کار ہماری نظر میں حسب ذیل ہونا چاہیے۔

۱......عوام میں فحاشی وعریانی کے خلاف مدافعانہ شعور بیدا کرنا۔ اس غرض کے لیے تقریروں اور مذاکروں کا انعقاد اور تبلیغی لٹریچر کی تقسیم۔

۲......اخبارات کے مدیروں سے ملاقات کرکے انہیں اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ اپنے جرائد میں فحش تصویروں، عریاں اشتہارات اور غیر اخلاقی خبروں اور مضامین کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ مدیران جرائد میں غالباً اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنھیں ذاتی طور پر فحاشی کی ترویج کا شوق نہیں، لیکن وہ بے سوچے سمجھے زمانے کی رو پر بہہ رہے ہیں اور اگر انھیں فہام وتفہیم کے ذریعہ قائل کیا جاسکے تو شاید ان کے دل میں کوئی احساس پیدا ہو اور وہ اپنی اس روش کو بدل سکیں۔

۳......جو اخبارات اپنی اس روش سے باز نہ آئیں، عوام میں ان کا بائیکاٹ کرنے کی مہم چلائی جائے۔

۴......ریڈیو اور ٹی وی کے ذمہ داروں سے معزز شہریوں کے وفود ملاقات کریں اور انہیں فحاشی وبے حیائی کے پروگراموں سے روکنے کی کوشش کی جائے۔

۵......عوامی وفود حکومت کے ذمہ داروں کے پاس پہنچیں اور انہیں اس سنگین صورت حال کے خلاف اپنے جذبات سے آگاہ کریں۔ نشرواشاعت کے ذرائع ہر معاملے میں حکومت کی پالیسی کا رخ دیکھتے ہیں اور اس کے مطابق اپنے عمل کا ڈھانچہ تیار کرتے ہیں۔ موجودہ بے لگامی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا یقین ہے کہ حکومت اس قسم کے اقدامات کو ناپسند نہیں کرتی اس کے برخلاف اگر انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ فحاشی وعریانی کا یہ انداز حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے تو اس بے لگام ذہنیت میں ضرور کمی آئے گی۔

۶......حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان سے ملاقات کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ ''انسداد فواحش'' کے لیے ایک جامع قانون اسمبلی کے ذریعہ منظور کرائیں جس کے ذریعہ ملک بھر میں عریانی وفحاشی کے تمام اقدامات پر پابندی لگائی جا سکے۔

۷......عوام میں اس بات کی تحریک چلائی جائے کہ وہ ٹیلی ویژن کے ایسے پروگراموں کا قطعی بائیکاٹ کریں گے جو شرم وحیا کی روایات کے خلاف ہیں۔

یہ کام ایک دو روز میں پورا ہو جانے والا نہیں ہے۔ اس کے لیے مسلسل جدو جہد، متواتر عمل اور مستقل سوچ بچار کی ضرورت ہے جب تک کوئی معین جماعت اس کام کے لیے کھڑی نہیں ہوگی۔ اس وقت تک اس کی اہمیت محسوس کرنے والے حضرات بھی اسے آج سے کل اور کل سے پرسوں پر ٹلاتے رہیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جو جماعت یا انجمن یہ کام لے کر اٹھے اس پر کوئی سیاسی چھاپ نہ ہو اس میں ہر شعبہ زندگی کے افراد شامل ہوں اور وہ صرف اس محدود کام کو اپنا محور و مقصد بنا کر سرگرم ہوں۔ کام شروع کرنے کے بعد اسے خود اس کے نئے نئے راستے نظر آئیں گے اور دل میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا شوق، اسلام کے لیے خلوص اور ملت کا سچا درد ہو تو ایسی کوشش رائیگاں نہیں جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ کچھ حساس دلوں میں اس کام کی اہمیت پیدا فرمادے اور وہ وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کر سکیں۔ اگر کسی صاحب دل کے سینے میں ان عاجزانہ گزارشات سے حرکت پیدا ہو اور وہ اس سلسلہ میں کوئی کام کرنے کا ارادہ کریں تو وہ مشورے کے لیے احقر کو بھی مطلع فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

☆☆☆

علمائے کرام کی زیر نگرانی تیار ہونے والی چند مفید کتب

خزینۃ الاسرار: ایک ایسا خزانہ جس کا ہر انسان متلاشی رہتا ہے، جملہ دینی مسائل، اقوال زریں اور معلومات عامہ پر مشتمل ایک انمول خزانہ جو سوال و جواب کی شکل میں مؤلف کی انتھک محنت اور لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے، اور مجموعی طور پر یہ کتاب دیگر بہت ساری معلومات کا نایاب تحفہ ہے۔

تالیف: مولانا حبیب اللہ نعمانی بن مولانا غلام سرورؒ فاضل دیوبند

مثالی ماں: ماں کے لیے بچوں کی دینی تربیت کے اصول، بچوں کی اصلاح اور ان میں اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ایک بہترین کتاب، ہر وہ ماں جو اپنے مستقبل کے معماروں کی تربیت بہترین انداز میں کرنا چاہے اُس کے لیے یہ کتاب قدرت کا ایک عظیم عطیہ ہے۔

پسند فرمودہ: مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ بیت العلم G-29 اسٹوڈنٹ بازار، اردو بازار، کراچی۔ Phone: 021-2726509 Mobile: 03002161927 E:mail:bit-trust@cyber.net.pk